دفع الالحاد

حدیث اول

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ رواہ البخاری

الحمد للہ والمنۃ کہ

رسالہ نافعہ قابلِ اعتماد و لائقِ استناد

یعنی

دفع الالحاد

عن

حکم الارتداد

جسمیں نہایت سلیس و عمدہ پیرایہ میں مرزائیوں کے ارتداد کا قرآن و حدیث و اقوالِ علماء سے ثبوت، اور قتلِ مرتد کا نصوصِ قطعیہ سے اثبات ۔ اور منکرین ارتدادِ مرزا و مخالفین قتلِ مرتد کے شبہات کا ازالہ، اور انکی اعتراضات کا دندان شکن جواب اور امیر افغانستان کی بارہ تعزیر و قتل مرتد تحسین و تصویب کیگئی ہے

جسکو بایمائے عالم لمعی فاضل لوذعی حضرت الاستاذ العلام المولانا الحافظ الحاج المولوی عبد اللطیف صاحب مدظلہ صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور

نے بندہ حقیر راجی رحمۃ الرحمان خاکسار ابو النور نور محمد خاں غفر لہ المنان سلطانپوری متعلم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

تالیف کرکے

فاروقی پریس سہارنپور میں چھپوا کر شائع کیا

تصدیق

—— از عالیجناب ——

امام المتقین آیۃ السالفین خاتم المحدثین زبدۃ العارفین سید المتکلمین

حضرۃ استاذ العلام المولی الہمام الماحی لرسوم الضلال والغوایۃ المجدد لمراسم الرشد والہدایۃ

الحافظ الحاج المولانا المولوی خلیل احمد اطال اللہ بقائہ وادام اللہ ظلالہ۔ شارح ابی داؤد

وناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ امابعد میں نے یہ رسالہ "دفع الالحاد عن حکم الارتداد" جسکو عزیزی مولوی حافظ نور محمد خاں سلمہ، سلطانپوری متعلم مدرسہ مظاہر علوم نے لکھا ہے اول سے آخر تک سنا الحمد للہ صحیح و مستند پایا اور مسئلہ قتل مرتد کو مضبوط و عمدہ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اگر جماعت مرزائیہ نے اس رسالہ کو انصاف سے دیکھا اور نیز حق تعالیٰ شانہ کی توفیق نے دستگیری فرمائی تو اُنکے لئے یہ رسالہ انشاء اللہ تعالیٰ رہنما ہوگا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ شانہ عزیزم سلمہ کے علم و عمر میں ترقی و زیادتی عطا فرمائیں اور مخالفین کیلئے ذریعہ رہنمائی بنائیں فقط۔

خلیل احمد عفی عنہ

۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۴۳

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین +

برادرانِ اسلام! جبکہ دنیا میں شر و فساد کا دریا موجزن اور بغض و عناد کی آگ شعلہ زن اور انواع شیطانی کا ہر چہار طرف تسلط، اور کھرے کھوٹے کی پہچان اور حق و باطل کا نشان روئے زمین سے مفقود اور اہل ہوا کے دغل و فساد کا سکہ تمام عالم میں رائج کہ کوئی مدعی نبوت کوئی الوہیت، کوئی مہدویت کوئی مسیحیت اور ہر ایک اپنے اثباتِ دعوی میں دلائل باطلہ و تاویلات لاطائلہ بیان کرتا ہے اور اپنی لسانی و شیریں بیانی سے حق کو باطل و باطل کو حق کر دکھاتا ہے بقول شخصے "جسکی لاٹھی اسکی بھینس" جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے اتباع اپنے مزعوماتِ باطلہ و خیالات واہیہ کا ہر چہار اطراف و اکنافِ عالم میں جال پھیلا رکھا ہے اور جو کوئی اُن کے ہاں میں ہاں نہ ملائے اور اپنے کو اُن کے جال و دامِ تزویر میں محبوس نہ قرار دیوے اسکو کافر گردانا ہے سو ایسے پُر آشوب زمانے میں کسی قسم کی تحریر و تقریر حقہ و صادقہ کا اظہار کرنا اپنے کو سب و شتم کا نشانہ بنانا ہے لیکن چونکہ بحکم قرآنی وامر آسمانی امر بالمعروف و دعوۃ الی الحق ضروری اور واجب ہے۔ اس لئے میں تمام الفاظ و کلمات غیر مہذبانہ و مودبانہ کے سننے کے لئے تیار ہوں۔

حضرات! اسوقت قابلِ تحریر و اظہار امر یہ ہے کہ حکومتِ افغانیہ نے جو **نعمت اللہ** قادیانی کو بجرم احمدیت از روئے شرع شریف سنگسار کر دیا اور ہندوستان کے تقریباً تمام علماء عظام نے خصوصاً ہمارے اکابر علماء دیوبند یعنی حضراتِ مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور اور دار العلوم دیوبند نے امیر صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے تحسین میں ایک نمایاں حصہ لیا اور حکومت کے اس فعل کو موافق کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و مطابق

آثار و افعال صحابہ و کتب فقہ حنفیہ قرار دیا مگر مسٹر محمد علی لاہوری اور مولانا ثناء اللہ صاحب جو واقعی اہل اسلام میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ دقسام ازل سے انکو ان لوگوں کی فتح و کیلئے خاص حصہ عطا فرمایا ہے اور سینکڑوں مرتبہ میدان کارزار میں قادیانی امت سے زور آزمائی بھی ہوئی مگر الحمد للہ ہر جگہ شکست فاش دیکر فتحیابی کا سہرا پہنا اور شیر پنجاب کے لقب سے ملقب ہوئے۔ سو آپ بھی اس مسئلہ میں قدم پھسل گئے کہ دونوں حضرات نے متفقہ طور پر رسالہ و اخبار کی صورت میں اپنی عندیہ کو اعلانیہ ظاہر کر کے اس بات کو بتلا دیا کہ واقعی حکومت کا یہ فعل قابل نفرت اور مخالف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ و فقہ حنفیہ و شافعیہ ہے کیونکہ ہی سے قتل مرتد کا ثبوت نہیں ہے۔ جب افسوس اور آثار انقلاب ہے۔ مولانا سے ایسی بات کا صادر ہونا خلاف شان دجالی از تعجب نہیں ہے۔ ناظرین کرام جس بات کو ظاہر کردیں گے کہ حکومت کا فعل بالکل مطابق قرآن و حدیث و موافق کتب فقہ حنفیہ ہے مگر دو مقدمے قابل لحاظ و توجہ ہیں۔ اولاً تعریف ارتداد ثانیاً قتل مرتد کہ جس سے یہ امر خود ہی روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ واقعی سلطنت کا یہ فعل قابل تحسین و مطابق قرآن حدیث، فقہ حنفیہ و معتبر ہے۔ و نیز اہل انصاف سے التجا کروں گا کہ آیا مرزا و مرزائی اس کے مصداق ہیں یا نہیں۔ یہ امر ظاہر ہو کہ مجھکو مرزائی امت سے کسی قسم کا بغض و عناد دنیوی نہیں تا کہ انہیں کافر و مرتد ثابت کیا جائے بلکہ محض حکم اللہ و شریعت نبوی ببانگ دہل کہتی ہے کہ مرزا و مرزائی کافر و مرتد ہیں (انشاء اللہ آئندہ معلوم ہو جائے گا) اسوجہ سے بامتثال امر شریعت انکو کافر و مرتد کہا جاتا ہے۔

مقدمہ اولیٰ تعریف ارتداد از کتب فقہ حنفیہ

(۱) درمختار بر حاشیہ شامی صفحہ ۲۹۱ ج ۳ میں لکھتے ہیں:

(هو لغة الراجع مطلقا وشرعا الراجع عن دين الاسلام وركنها اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد الايمان۔

لغت میں مطلق پھر جانیوالے کو مرتد کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں جو دین اسلام سے پھر جاوے اور ارتداد کا رکن بعد ایمان محض کلمات کفریہ کا زبان پر جاری کرنا ہے۔

(۲) بدائع الصنائع صفحہ ۱۳۴ ج ۷ میں فرماتے ہیں:-

اما ركنها اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد

بعد ایمان کے کلمات کفریہ کو زبان سے کہنا یہ رکن ارتداد ہے

ع کیا خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائے گا ۱۲

وبجود الایمان اذا الردۃ عبارۃ عن الرجوع عن الایمان فالرجوع عن الایمان یسمی ردۃ فی عرف الشرع۔

کیونکہ ارتداد کے معنے ایمان سے رجوع کرنا ہے اسلئے اصطلاح شرع میں رجوع عن الایمان کا نام ارتداد ہے۔

(۳) علامہ ابن نجیم بحر الرائق ص۱۲۹ ج ۵ میں فرماتے ہیں :۔

المرتد فی اللغۃ الراجع مطلقا وفی الشریعۃ الراجع عن دین الاسلام۔

لغت میں مطلق پھرنے والے کا نام مرتد ہے اور اصطلاح شرع میں جو شخص دین اسلام سے پھر جاوے

(۴) فتاوی عالمگیریہ ص۲۸۱ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

المرتد عرفا ھو الراجع عن دین الاسلام کذا فی النھر الفائق ورکن الردۃ اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد وجود الایمان۔

جو شخص دین اسلام سے پھر جاوے وہ عرف میں مرتد ہے ایسا ہی نہر الفائق میں ہے اور رکن ارتداد ایمان کے بعد کلمات کفریہ کو زبان سے کہنا ہے۔

(۵) علامہ ابن الہمام فتح القدیر ص۳۰۷ ج ۵ میں تحریر کرتے ہیں :۔

المرتد ھو الراجع عن دین الاسلام۔

جو شخص دین اسلام سے پھر جاوے وہ مرتد ہے۔

حضرات! ان تمام تعریفات فقہاء سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ ایمان لانے کے بعد محض کلمات کفریہ کا زبان سے کہنا یہ دلیل ورکن عظیم ارتداد ہے جیسا کہ صاحب بدائع وغیرہ نے فرمایا ہے اور دیگر حضرات بھی الراجع عن دین الاسلام سے تعریف باللازم فرما کر صاحب بدائع کی رائے سے متفق ہیں۔ اب جن حضرات نے تعریف ارتداد میں تکذیب اسلام یا تکذیب رسول ہی کو دخل دیا ہے وہ بتامل سرنگوں ہو کر توجہ فرمائیں کہ میں کس قدر غلطی کر رہے ہوں ورنہ اثبات دعوی بدون دلیل اور بغیر اس کے غلطی وناانصافی ہے۔

بعد ازاں میں اس امر کو روشن کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی بروئے تعریفات ارتداد فقہاء وعلماء مرتد ہوا اور اس کے اتباع بدرجہ اولی۔ ملاحظہ ہو :۔

اولاً مرزا کا ادعائے نبوت ورسالت کرنا یہ خود ہی اثبات کفر وردۃ مرزا کیلئے دلیل بین وواضح بدیہیات سے ہے کہ جس پر تفصیلی روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر شخص عوام وخواص کو یہ بات معلوم ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد سلسلہ انبیاء ختم ہو چکا۔

اب کسی قسم کے نبی کی ضرورت نہیں ہے اور نیز اس امر پر قرآن شریف واحادیث واجماع وآثار صحابہ وقیاس صحیح صراحتاً دال ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین وختم الانبیاء ہیں مگر قادیانی مرزا آیاتِ قرآنیہ واحادیث صریحہ واجماعِ اُمت کے خلاف نبوت ورسالت کا آوازہ بلند کرتا ہے اور طرح طرح کے دلائل سخیفہ وتاویلات رکیکہ سے اپنے اثبات مدعا میں ایڑی وچوٹی کی قوت صرف کر دیتا ہے۔ چنانچہ میں چند اقوال ومہفوات مرزا بابتہ دعویٰ نبوت ورسالت نقل کرتا ہوں۔

اقوال مرزا بابتہ دعویٰ نبوت و رسالت

(۱) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"۔ (اخبار البدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

(۲) "میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں" (اخبار عام لاہور مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء)

(۳) "اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا"

تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جاوے اگر کہو کہ اسکا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ)

صاحبو! لاہوری پارٹی جو مدعی محدثیت ومجددیت مرزا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ مرزا کی اس لغت دانی وچیتاں پر غور کرے اور اپنے اعتقادات فاسدہ سے رجوع کیلئے تیار ہو جاوے ورنہ مدعی سُست گواہ چُست کی مصداق ہے۔

بعض جگہ مرزا نہایت دبی زبان سے اقرار نبوت کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "خدا نے مجھے تمام انبیائے علیہم السلام کا مظہر ٹھیرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیئے ہیں۔ میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں۔ میں اسحٰق ہوں۔ میں اسمٰعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں۔ میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں"۔ (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۷۲)

دیکھیئے مرزا قادیانی کیسا ظلی کے آڑ و پردہ میں شکار کھیلتا ہے کہ جمیع انبیائے علیہم السلام کا عین ہو گیا۔ چہ خوش ع من خوب مے شناسم پیران پارسا را۔ مرزاجی ؎

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش | من انداز قدت را می شناسم

مرزا دوسری جگہ لکھتا ہے:۔ کہ "سچا ہے خدا جس نے قادیان میں رسول بھیجا (دافع البلاء)
اور اسی رسالہ میں ایک جگہ لکھتا ہے کہ "قادیان اس واسطے محفوظ رہیگا (یعنی طاعون سے) اگر اس کے
رسول کی تخت گاہ ہے اور تمام اُمتوں کے لئے نشان ہے۔" بعض جگہ مرزا نزول وحی کی آڑ میں
نبوت و رسالت کا دعوی کرتا ہے اس وجہ سے کہ جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اسی
طرح سے خاتم الوحی بھی ہیں اب اگر کوئی نزول وحی کا دعوی کرے گا تو لعینہٖ دعوی نبوت ہوگا۔
چنانچہ قادیانی نبی نزول وحی کا دعویٰ بایں الفاظ کرتا ہے ؎

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا — بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ ہش دانم — از خطایا ہمیں است ایمانم

لہذا ادعیٰ نبوت بھی ہوا اور اس کے جسقدر الہامات ہیں ان میں سے شاید ہی کوئی رجما بالغیب
صحیح و درست ہوں گے۔ ورنہ سب کے سب مکذب و غلط سے مختلط (ملاحظہ ہو الہامات مرزا و عشرہ
کاملہ وغیرہ) کہ جسکی مثال قرآن کریم سے دیتا ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک
دوسری تحریر مرزا "یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک یوم کیلئے بھی
اسمیں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جاوے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل
ہوا وہ قطعی اور یقینی ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب اور اُسکی روشنی کو دیکھکر کوئی شک نہیں کرسکتا
کہ آفتاب اور اسکی روشنی ہے۔ ایسا ہی میں اس کلام میں شک نہیں کرسکتا جو خدا کی طرف سے
میرے پر نازل ہوتا ہے اور میں اُس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر اور چونکہ میرے
نزدیک نبی اُسکو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو۔ اسلئے
خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت" (تجلیات الٰہیہ ص ۲۵ و ۲۶)

ناظرین یہ بالکل سفید جھوٹ ہے کہ میں نبی غیر تشریعی ہوں۔ کیونکہ بعض جگہ خود ہی اقرار
کرتا ہے کہ "میں صاحب شریعت ہوں" چنانچہ لکھتا ہے:۔ کہ "اگر کہو کہ صاحب شریعت افترا کرکے
ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول یہ دعوی بے دلیل ہے خدا نے اس افترا کے ساتھ
شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اسکے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی
وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی اُمت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی

صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم۔ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی ابتک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جسمیں نئے کلام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جسمیں بالاستیفاء امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں بالاستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔

(اربعین ص۶ نمبر۴)

حضرات! کیا اسکے بعد اسکو اگر کذاب، دغاباز، مکار، جعلساز کہا جاوے تو کوئی بیجا ہے نہیں ہرگز نہیں۔

یہانتک مرزا قادیانی کے اقوال بابتہ دعویٰ نبوت و رسالت و نزول وحی آپ حضرات کے سامنے پیش کئے گئے کہ جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ واقعی مرزا مدعی نبوت تھا۔ بعد ازاں یہ امر قابل دید ہے کہ شریعت نبوی اسکے متعلق کیا فیصلہ کرتی ہے اور ایسے شخص کے لئے کیا لقب تجویز فرماتی ہے سو سنئے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ قرآن کریم اسکے متعلق ناطق فیصلہ کرچکا ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و قصر نبوت کی آخری اینٹ تھے۔ آپکے بعد دروازہ نبوت بند ہوگیا اب کسی قسم کے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ اس امر کے متعلق اکابر علماء کے اقوال بطور شہادت نقل کرتا ہوں:۔

(۱) علامہ قاضی عیاض شفاء ص۳۶۲ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

لانہ اخبر انہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ

کیونکہ یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہے

بھئی احمدی دوستو! اب اگر میں مرزاجی کی شان میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھوں تو کیا آپ لوگ خفا ہونگے۔ نہیں! نہیں! شوق سے پڑھیئے۔ دوستو مرزاجی عبارت مذکورہ سے خود ہی اپنی ظلیت و بروزیت کو خاک میں ملا گئے مگر آپ لوگ تو یہی کہیں گے کہ مرغی کی ایک ٹانگ ۱۲ منہ +

انه خاتم النبیین واجمعت الامة علیه وحمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهوم المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعًا اجماعًا وسمعًا

اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور امت اس بات پر اجماع کر چکی ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہری معنے پر محمول ہے اور اس کا ظاہری مفہوم بلا تاویل و تخصیص مراد ہے۔ پس یقیناً یہ تمام جماعتیں اجماعاً و شرعاً کافر ہیں۔

(٢) علامہ ابن نجیم بحر الرائق صفحہ ١٣٠ ج ٥ میں لکھتے ہیں:-

ویکفر بقوله ان کان ما قال الانبیاء حقًا او صدقًا و بقوله انا رسول الله

اور انسان اپنے اس قول سے کہ جو کچھ انبیاء علیہم السلام نے فرمایا ہے حق و صداقت ہے یا یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں کافر ہو جاتا ہے

(٣) الاشباہ والنظائر صفحہ ٢٩٦ میں فرماتے ہیں:-

اذا لم یعرف ان محمدًا صلی الله علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانه من الضروریات

جبکہ کسی شخص نے اس بات کو نہیں جانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ یہ ضروریات دین سے ہے

(٤) فتاویٰ عالمگیریہ صفحہ ٢٦٣ ج ٢ میں تحریر فرماتے ہیں:-

اذا لم یعرف الرجل ان محمدًا صلی الله علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم ولو قال انا رسول الله او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر۔

جبکہ کسی شخص نے اس بات کو نہیں معلوم کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں اور اگر اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں یوں کہا کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد اس کی یہ تھی کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تو وہ کافر ہو جاتا ہے

(٥) علامہ ملا علی القاری شرح فقہ اکبر صفحہ ٢٠٣ میں تحریر کرتے ہیں:-

ودعوی النبوة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم کفر بالاجماع۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے۔

(٦) علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی صفحہ ٦٥ ج ٢٢ میں فرماتے ہیں:-

وکونه صلی الله علیه وسلم خاتم النبیین مما نطقت به الکتب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصر

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ سے ثابت ہے اور اس پر اجماع امت ہے لہٰذا اس کے خلاف کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اگر اس پر جما رہا تو قتل کیا جائے گا۔

(۷) کتاب ملل ونحل میں امام ابن حزم لکھتے ہیں :-

فکیف یستجیز مسلم ان یثبت بعدہٗ علیہ السلام نبیًا فی الارض۔

کوئی مسلمان اس امر کو کیونکر جائز رکھ سکتا ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بعد کسی نبی کو زمین پر ثابت کرے

(۸) علامہ ابن حجر المکی اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں :-

من اعتقد وحیًا بعد نبینا صلے اللہ علیہ وسلم کفر باجماع المسلمین

جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نزول وحی کا اعتقاد رکھتا ہو وہ اجماعًا کافر ہے -

(۹) قال ابن عبد الحکم فی المبسوط من تنبا قتل -

مبسوط میں ابن الحکم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعویٰ نبوت کرے وہ قتل کیا جائے -

(۱۰) قال ابن القاسم فی کتاب ابن حبیب ومحمد فی العتبیۃ فیمن تنبأ یستتاب اسرّ ذٰلک او اعلنہ وھو کالمرتد

(شفاء صفحہ ۳۷۰)

ابن قاسم کتاب ابن حبیب میں و محمد عتبیہ میں فرماتے ہیں کہ جو شخص دعویٰ نبوت کرے خواہ ظاہرًا ہو یا باطنًا اس سے توبہ طلب کی جاوے اور اس کا حکم مرتد جیسا ہے -

تلٰثۃ عشرۃ کاملۃ

صاحبو! اِن تمام حوالجات مذکورہ بالا سے یہ امر معلوم ہوگیا کہ جو شخص مدعی نبوت و نزولِ وحی کا ہوگا وہ کافر شمار کیا جائے گا اور بر تقدیر اصرار قابلِ قتل ہے۔ جیسا سید صاحبؒ وغیرہ نے بیان فرمایا ہے ۔ بعد ازاں کفر وارتداد مرزا و مرزائی میں بنا بر تعریف فقہاء کیا کسی کو شک و شبہ باقی ہے ؟ ہرگز نہیں ! بیشک وہ کافر و مرتد ہے۔

اب اس جگہ سے چند تحریرات مرزا اور پیش کرتا ہوں کہ جنہیں مرزا قادیانی نے اعلانًا انبیائے علیہم السّلام کی توہین وتذلیل کی ہے اور خود سب سے افضل بن بیٹھا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں ایسے دل آزار کلمات لکھتا ہے کہ اس کے اظہار سے بدن میں رعشہ پڑ جاتا ہے کہ جس پاک طینت نبی کے احوال قدسیہ سے قرآن واحادیث مملو ہیں ان کے متعلق ایسی بے باکانہ گستاخی کرنا مرزا ہی کی جرأت وجسارت اسکو مقتضی ہے ۔ سچ ہے ع

تیر پر تیر چلاؤ تمھیں ڈر کس کا ہے — سینہ کس کا ہے مری جان جگر کس کا ہے

ہفوات مرزا بابتہ اہانت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(۱) "آپکا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپکی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا" (ضمیمہ انجام آتھم) العیاذ باللہ ولعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

(۲) "ایسے ناپاک خیال۔ متکبر۔ اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے" چہ جائیکہ اسے نبی کہا جائے۔ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا" (ضمیمہ انجام آتھم)

(۳) "اسکو تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا۔ جسکی وجہ سے خدا سے منکر ہونیکے لئے تیار ہوگئے" (ضمیمہ انجام آتھم صہ ۶-۷)

(۴) "حضرت[a] مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ بائیس ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے" (ازالہ اوہام صہ ۳۰۳)

(۵) "مسیح کے حالات پڑھو تو یہ شخص اس لائق نہیں ہوسکتا کہ نبی بھی ہو" (الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء)

(۶) "یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ[b] ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بناکر اور ان میں پھونک مارکر انھیں سچ مچ کا جانور بنادیتا تھا۔ بلکہ عمل تراب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جسمیں روح اقدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ اور وہ مٹی درحقیقت ایسی مٹی تھی جیسے سامری کا گوسالہ" (ازالہ اوہام صہ ۳۲۳)

(۷) "مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ کے راستبازوں سے بڑھکر ثابت نہیں ہوئی بلکہ

---

[a] اجی مرزا صاحب یہ لفظ حضرت کیسا بڑی توقیر وعزت افزائی آپنے فرمائی (شکریہ) خداک اللہ ۵ جفائیں ہم پہ کیں اتنی مہربانی کی حالت میں ٭ خدا جانے اگر تم خشمگین ہوتے تو کیا کرتے۔ ۱۲ [b] کیوں مرزا جی چونکہ باری تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام متعلق فرمایا ہے انی اخلق لکم من الطین کہیئۃ الطیر فانفخ

یحیی نبی کو اُسپر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کا عطر اُسکے سر پر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اسکو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی" (دافع البلاء اپریل ۱۹۰۲ء)

بعض کتابوں و تحریرات میں پنجابی نبی حضرت عیسی علیہ السلام کو نہایت غصہ سے باین الفاظ دھمکایا ہے (الف)

"اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسی کجا است تا بنہد پا بہ منبرم"

(د) "ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے"

حضرات! آپنے ملاحظہ فرمالیا کہ ایک ایسے برگزیدہ اور سچے نبی اور اُن کے معجزات کی کسقدر توہین و تذلیل کی ہے کہ ایک ادنی مسلم اس بات پر تیار نہیں ہو سکتا اور کیونکہ ہو جبکہ قرآن شریف صراحتاً آپ کے نبوت و معجزاتِ مقدسہ کا شاہد ہے۔ اس سے کس کو انحراف ہو سکتا ہے۔ چنانچہ باری تعالی فرماتے ہیں:۔

(۱) وآتینا عیسی بن مریم البینات وایدناہ بروح القدس الآیۃ۔
(۲) واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک الآیۃ (آل عمران پ۳ ع۱۲)
(۳) انما المسیح عیسی بن مریم رسول اللہ الآیۃ (نساء پ۶ ع۲)
(۴) ما المسیح بن مریم الا رسول الآیۃ (مائدہ پ۶ ع۱۳)

ناظرین! آیاتِ مذکورہ کا بتمامہ قرآن شریف میں مطالعہ فرماکر مرزا کو کافر و مرتد سمجھیے۔ کیونکہ مرزاجی کا حضرت عیسی علیہ السلام اور آپکے معجزات کی توہین و بے وقعتی کرنا بعینہٖ قرآنِ کریم کا انکار و صراحتہً تکذیب و کفر و ارتداد کی دلیل بین ہے۔ بایں وجہ مرزا و مرزائی اُمتہ کافر و مرتد ہیں

برادران اب چند اقوال علمائے کرام بطور نمونہ مندرج ذیل کیے جاتے ہیں کہ جس سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ جس نے انبیاء علیہم السلام کی توہین و تذلیل کی وہ کافر و مرتد اور قابل قتل ہے علی ہذا القیاس مرزا و اصحابِ مرزا بھی کافر و مرتد ہیں۔

اقوالِ علماءِ کرام بابتہ اہانت انبیاء علیہ السلام

(۱) قاضی عیاض شفار ص۳۷۲ میں فرماتے ہیں:-

قال مالك فی کتاب ابن حبیب ومحمد وقاله ابن القاسم وابن عبد الحکیم واصبغ وسحنون فیمن شتم الانبیاء او واحدًا منهم او تنقصه قتل ولم یستتب ومن سبهم من اهل الذمة قتل الا ان یسلم۔

ابن حبیبؒ محمد کی کتاب میں امام مالکؒ نے فرمایا ہے اور یہی رائے ابن القاسم اور ابن عبد الحکیم اور اصبغ اور سحنون کی ہے اُس شخص کے بارے میں کہ جس نے تمام انبیائے علیہم السلام یا ان میں سے کسی ایک کو گالیاں دی یا بےعزتی و توہین کی تو وہ بلا طلب توبہ قتل کیا جاوے اور اگر ذمیوں میں سے کسی نے انبیاء علیہم السلام کو گالی دی ہو تو وہ بھی قتل کیا جاوے۔ مگر جب اسلام قبول کرے تو قتل نہ کیا جائے گا۔

(۲) وقال ابو حنیفة واصحابه علی اصلهم من کذب باحد من الانبیاء او تنقص احدًا منهم او برئ منه او شك فی شیء من ذلك فهو مرتد (شفار ص۳۷۳)

امام ابو حنیفہ اور آپکے اصحابؒ اپنے قاعدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی نبی کی نبیوں سے تکذیب یا توہین کی یا ان سے بیزار ہوا یا اُن چیزوں میں سے کسی میں شک کیا تو وہ مرتد ہے۔

(۳) وقال بعض علمائنا اجمع العلماء علی ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل وشیء من المکروه فانه یقتل بلا استتابة (شفار ص۳۷۲)

ہمارے بعض علمائے فرمایا ہے کہ علماء کا اسپر اجماع ہے کہ جو شخص نبیوں میں سے کسی نبی پر ویل یا کسی کلمہ مکروہ سے بددعا کرے تو وہ بغیر طلب توبہ قتل کیا جائے۔

(۴) قاضی صاحبؒ کتاب مذکور کے ص۳۲۲ میں ایک نہایت دلچسپ واقعہ نقل فرماتے ہیں جو قابلِ دید ہے۔

وافتی فقهاء القیروان واصحاب سحنون بقتل ابراهیم الفزاری وکان شاعرًا متفننًا فی کثیر من العلوم وکان ممن یحضر مجلس القاضی ابی العباس بن طالب للمناظرة فرفعت علیه امور منکرة من هذا الباب فی الاستهزاء بالله وانبیائه ونبینا علیه الصلوٰة والسلام۔

فقہائے قیروان اور اصحاب سحنون نے ابراہیم فزاری کے قتل کا فتویٰ دیا اور یہ شخص ایک زبردست شاعر اور ماہر علوم تھا۔ عموماً قاضی ابو العباس کی مجلسِ مناظرہ میں آتا تھا۔ اس سے چند ناجائز امور مثلاً ذات باری تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تمسخر کرنا ثابت ہوا۔ قاضی موصوف نے یحییٰ بن عمر و دیگر

فاحضرله القاضی یحییٰ بن عمر وغیرہ من الفقہاء وامر بقتله وصلبه فطعن بالسکین وصلب منکسا ثم انزل واحرق بالنار۔

فقہائے کرام کو اسکے لئے مدعو فرما کر اسکے قتل اور سولی کا حکم نافذ کیا چنانچہ وہ چھریوں سے زخمی کیا گیا اور سولی پر الٹا لٹکایا گیا اور پھر اتار کر آگ میں جلا دیا گیا۔

(۵) عقود الدریہ فی تنقیح فتاوی حامدیہ ص۱۷۱ میں فتاوی بزازیہ سے نقل فرماتے ہیں:۔

الا اذا سب الرسول صلے اللہ علیه وسلم او واحد من الانبیاء علیہم السلام فانه یقتل حدا ابدا توبة له۔

مگر جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا نبیوں میں کسی نبی کو گالیاں دی تو وہ ازروی حد بغیر توبہ قتل کردیا جائے۔

اور اسی کتاب کے صفحہ مذکور میں ایک حدیث مندرج ہے جسکو قاضی صاحب نے بھی اپنی کتاب شفاء ص۲۲۲ میں نقل فرمائی ہے:۔

وروی عبد اللہ بن موسیٰ بن جعفر عن ابیه عن جدہ عن محمد بن علی بن الحسین وعن حسین بن علی عن ابیه انه صلے اللہ علیه وسلم قال من سب نبیا فاقتلوہ ومن سب اصحابی فاضربوہ الحدیث۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے کسی نبی کو گالی دی تو اسکو قتل کردو اور جس نے صحابہ کو برا بھلا کہا اسکو مارو۔

(۶) قاضی عیاض شفاء ص۲۳۹ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

وفی کتاب محمد اخبرنا اصحاب مالک انه قال من سب رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم او غیرہ من النبیین من مسلم او کافر قتل ولم یستتب۔

کتاب امام محمد میں ہے کہ اصحاب مالک نے ہمکو خبر دی ہے کہ امام صاحب رح نے فرمایا کہ جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم یا ماسوا آپکے کسی اور نبی کو گالی دی چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر قتل کردیا جائے۔ اور توبہ نہ پیش کیجائے۔

(۷) ملا علی القاری شرح فقہ اکبر ص۱۹۸ میں فرماتے ہیں:۔

وایضا فلا خلاف بین المسلمین لو اظہر انکار الواجبات الظاہرۃ والمحرمات الظاہرۃ

انہیں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اگر کسی شخص نے واجبات ظاہرہ متواترہ اور محرمات ظاہرہ متواترہ کا

المتواترة فانہ یستتاب فان تاب فبہا والا قتل کافراً مرتدًا۔

انکار کیا تو اس سے توبہ طلب کیجائے اگر تائب ہوا تو بہتر ورنہ مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے۔

(۸) شفاء قاضی عیاض ص۳۶۱ میں ہے:۔

اوقال انہ لم یبلغ اواستخف بہ اوباحد من الانبیاء اوازری علیہم اواذاہم الیٰ آخرہ فہو کافر باجماع۔

یا کسی شخص نے یہ کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تبلیغ احکام نہیں فرمائی یا آپکو یا انبیوں سے کسی نبی کو خفیف وحقیر سمجھا یا عیب لگایا یا ایذا تکلیف دی تو وہ اجماعاً کافر ہے۔

(۹) وکذلک من اعترف بالالہیۃ والوحدانیۃ ولکنہ جحد النبوۃ من اصلہا عموماً اونبوۃ نبینا صلے اللہ علیہ وسلم خصوصًا اواحد من الانبیاء الذین نص اللہ عزوجل علیہم بعد علمہ بذلک فہو کافر۔ (صفحہ مذکور)

اسی طرح جو شخص الوہیت اور وحدانیت کا معترف ہو مگر نبوت کا بالکل انکار کرتا ہے یا صرف جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا کسی ایسے نبی کی نبوت کو جانتے ہو جسکی نبوت کی خدا تعالیٰ نے تصریح فرمادی ہو انکار کرتا ہو تو وہ کافر ہے۔

(۱۰) وکذلک من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ ونبوۃ نبیا صلے اللہ علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ فہو کافر بالاجماع (صفحہ مذکور)

ایسے ہی وہ شخص جو وحدانیت اور نبوت اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا مقر ہو مگر جو کچھ انبیاء علیہم السلام لائے ہیں انہیں ان کے کذب کو جائز رکھتا ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے۔

تلک عشرۃ کاملۃ

حضرات کیا مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں نہیں دیں اور جھوٹا و فریب دہ اور زناکار

ے ملاحظہ ہو گذشتہ صفحہ ہفوات مرزا ص۲۵ کہ منکر نبوت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ کیا کسی شخص کو اس وقت بھی اس کے کفر وارتداد میں شک ہو سکتا ہے ۵ ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا ٭ اور یہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

عہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتا ہے۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ نعوذ باللہ من ذلک

ومکار نہیں بنایا اور کیا آپکی عظمت وعصمت پر خاک نہیں ڈالی۔ اور ظاہراً واعلاناً آپکی بے عزتی وبے وقعتی نہیں کی۔ اور کیا آپ کی نبوت ومعجزات سے انکار صریح کر کے مسمریزم وشعبدہ وڈھلونا نہیں قرار دیا۔ بیشک۔ ضرور بالضرور اسنے ایسی گستاخی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی شان میں کی ہے لہذا وہ مذکورہ بالا حوالجات کی رو سے کافر ومرتد قابلِ گردن زنی ولایق صلیب نہیں تھا۔ ضرور تھا۔ اسیوجہ سے مرزائی امت خواہ لاہوری ہو یا قادیانی اس وعید وسزا کی بدرجہ اولیٰ مستحق ہے بایں وجہ حکومتِ افغانیہ کا یہ فعل قابلِ ملامت نہیں بلکہ عین حکم شرعی ہے۔

مقدمہ ثانیہ۔ قرآنِ کریم سے قتلِ مرتد کا ثبوت

اب میں اس طرف آتا ہوں کہ آیا قرآن میں قتلِ مرتد کا ثبوت ہے، یا نہیں۔ سو قرآن کریم اسکے متعلق ناطق فیصلہ کر چکا ہے کہ ان کو قتل کرنا چاہیے۔ ملاحظہ ہو واقعہ گوسالہ سامری کہ جب بنی اسرائیلیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے مظالم ومصائب سے رستگاری دی اور ایک مطمئن جگہ میں آٹھیرے۔ اسوقت بنی اسرائیلیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی۔ کہ اب اگر ہمارے لئے کوئی شرلعیت وقانون مقرر ہو جاوے تو اسکو ہم اپنا مدار کار بنادیں اسوجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کو ایک مدۃ معینہ کیلئے اپنا خلیفہ بنا کر کوہ طور پر تشریف لیگئے اور چالیس روز کی عبادت ومناجات کے بعد اسی جگہ آپکو توریت عطا کی گئی۔ اور اس طرف سامری نے سونے وچاندی کے ایک بچھڑے کا قالب بنا کر اسمیں کچھ مٹی جو حضرت جبرئیل علیہ السّلام کے گھوڑے کے قدم کی اسکے پاس تھی ڈالدی جسکی وجہ سے اسمیں جان آگئی۔ اور کچھ بولنے لگا۔ اور جہلائے بنی اسرائیل نے اسکی پرستش شروع کردی جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام واپس آئے۔ تو قوم کو مرتد پاکر نہایت غصہ سے حضرت ہارون کو ڈانٹا اور قوم کو ملامت کی اور اس بچھڑے کو جلا کر نیست ونابود کر دیا۔ بعد ازاں ان مرتدین کے متعلق فیصلہ یزدانی نازل ہوا۔

انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم (پ بقرہ)	ای بنی اسرائیل تم لوگوں نے گوسالہ کو اپنا معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا تو اب باری تعالیٰ کی جانب رجوع کرو۔ پھر

اپنے آدمیوں کو قتل کرو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جو لوگ مرتد نہیں ہوئے تھے انہوں نے اپنے عزیز و قریب کو جو مرتد تھے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

حضرات! فیصلۂ قرآنی سے یہ بات روشن ہوگئی کہ جو شخص مرتد ہو اور اسلام کو ترک کر دے اسکو محض بجرم ارتداد و ترکِ اسلام قتل کرنا چاہیئے جیسا کہ اصحاب عجل کو محض ارتداد ہی کی وجہ سے باری تعالیٰ نے قتل کا حکم فرمایا! اور لفظ قتل عام ہے جو ہر قسم کے قتل کو چاہے وہ لوہے سے ہو یا پتھر سے یا اور کسی چیز سے سب کو شامل ہے (انشاء اللہ آئندہ اسکی دلیل تفصیلی آویگی) لہذا جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ شریعت میں محض ارتداد و ترکِ اسلام پر قتل یا مطلق سزا مرتب نہیں ہے وہ ذرا اس مسئلہ پر مرۃ بعد مرۃ غور فرمائیں اگر یوں کہا جاوے کہ یہ واقعہ و حکم شریعت موسوی ہے۔ لہذا امتِ محمدیہ کو اس سے استدلال کرنا ناجائز ہے۔ سو اگرچہ یہ واقعہ و حکم شریعت موسوی ہے مگر چونکہ ہمارے نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اسکی نفی نہیں فرمائی بلکہ تائید کی ہے اسوجہ سے یہ استدلال صحیح اور معتبر ہے

ثبوتِ قتلِ مرتد سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۱) من بدل دینہ فاقتلوہ

(صحیح بخاری)

جو اپنا دین بدل دے اسکو قتل کر دو۔

برادرانِ اسلام! حدیث مذکور کس وضاحت سے قتلِ مرتد کو ثابت کر رہی ہے کہ جسمیں بالکل تاویل و تخصیص کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بدر المحدثین عینی شرح بخاری ص۵۵ و ۵۶ ج۷ میں فرماتے ہیں

ھذا یدل علی ان کل من بدل دینہ فاقتلوہ ولا یحرق بالنار واحتج ابن الماجشون ان المرتد یقتل بلا استتابۃ

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو اپنا دین بدل دے اسکو قتل کرو اور جلاؤ مت۔ اور ابن الماجشون اس سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرتد بلا طلب توبہ قتل کیا جاوے۔

امام ترمذی اپنی کتاب ترمذی ص۱۸۹ ج۱ میں لکھتے ہیں۔

والعمل علی ھذا عند اھل العلم فی المرتد

اہلِ علم کا عملدرآمد قتل مرتد پر ہے۔

ح ۵ لیکن اسپر بھی بعض لوگ باز نہ رہے (افسوس) منہ

(٢) لا یحل دم امرء مسلم یشہد ان لا الٰه الا اللّٰه وانی رسول اللّٰه الا باحدی ثلاث۔ النفس بالنفس والثیب الزانی والتارک لدینه المفارق للجماعة۔
(صحیحین)

کسی مسلمان کا خون کرنا روا نہیں ہے مگر تین وجوہ میں سے ایک وجہ سے (١) کسی بیگناہ کا قاتل (٢) شادی شدہ زانی کہ جسے پتھراؤ کیا جائے۔ (٣) دینِ اسلام کا چھوڑنے والا اور جماعتِ مسلمین سے اعتقاداً علیحدہ رہنے والا۔

حضرات قابلِ غور یہ تیسرا جزو ہے کہ جسمیں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسلام کو بایں صورت چھوڑ دے کہ ایک جماعت مسلمین کے اعتقاد و اقوال و افعال سے جدا ہو کر کوئی دوسرا طریقہ اور رویہ اختیار کرے خواہ وہ جماعت کفار کیساتھ شرکت و حمایت کرے یا نہ کرے بہر صورت ایسے شخص کو قتل کرنا چاہیئے کیونکہ محض ارتداد و ترکِ اسلام موجبِ قتل و مبیح دم مسلم ہے اسی وجہ سے امام مالک رح و دیگر ائمہ کرام فرماتے ہیں کہ قدریہ و خوارج و تمام اہلِ بدعت وغیرہ جو ایک جماعۃ حقہ کے اعتقادات و خیالات سے مخالف ہیں ان تمام کو قتل کردو کیونکہ یہ مفسدِ دینِ اسلام ہیں[عہ]۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب اسکی تشریح یوں فرماتے ہیں کہ اسمیں حضور علیہ السلام نے دو لفظ فرمائے ہیں دین[١] اسلام چھوڑنے والا۔ اور جماعت سے مراد اسلامی قوم سے یعنی مسلم[عہ] قوم کو چھوڑ کر کفار کی حمایت کرنیوالا جسکے صاف معنے یہ ہیں کہ ان دو جزؤں کے مجموعہ پر سزا مرتب ہے نہ کہ صرف ایک پر۔ اور ان دو کا مجموعہ یہی ہے کہ مسلمانوں سے نکلکر کفار کی جماعت میں ملجائے۔"

آگے لکھتے ہیں: "اسلئے ایسے اشخاص جو اسلام چھوڑ کر کفار میں جائیں گے وہ ضرور حربی ہوں گے۔ لہذا ان کا حکم ان حربیوں کے برابر قرار دیا ورنہ[عہ] محض ترکِ اسلام سے اپنر موت یا قتل کا حکم نہیں لگایا۔ انتہی (اخبار اہلحدیث امرتسر مجریہ ٣ ربیع الاول ١٣٤٣ھ)"

مولانا کی اس انوکھی رائے سے غالباً ماسوا قادیانی امت کے سلف و خلف میں کوئی متفق نہو گا کیونکہ اکابر علما سلف و خلف کی رائے یہ ہے کہ جملہ ثانیہ (المفارق للجماعۃ) جملہ اولی (التارک لدینہ) کی

عہ ملاحظہ ہو شفا قاضی عیاض ص ٣٥٥ و ص ٣٥٦ و ص ٣٥٧ ١٢ منہ عہ چونکہ یہ تفسیر بالرای ہے اسوجہ سے معتبر نہیں (من ادعی فعلیہ البیان) ١٢ عہ یہ بالکل غلط و آیت قرآنیہ و حدیث صریحہ و اجماع امت کے خلاف۔ (ملاحظہ ہو واقعہ جمل وغیرہ) ١٢

تاکید و بیان ہو نہ یہ کہ دونوں مستقل جزو ہیں بلکہ التارک لدینہ کی (المفارق للجماعت) سے بیان کیفیت بایں صورت مدنظر ہے کہ ایک جماعت حقہ و طائفہ صادقہ کے اعتقادات و خیالات واقوال وافعال سے خلاف آوازہ بلند کرنا و پروپگنڈا پھیلانا کہ جس سے عوام میں ہیجان و خلجان پڑجاوے۔ جیساکہ مرزا قادیانی نے اجماعِ اُمت و روشِ سلف کے خلاف مدعی نبوت و منکرِ رسالت و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام ہوا بایں وجہ اصحاب مرزا و مرزا دونوں مستحق قتل سزا ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

وتفترق امتی علی ثلث وسبعین الخ

میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ اس سے مراد افتراق اعتقادی وقولی وغیرہ ہے نہ شرکت وحمایت کفار چنانچہ صاحب لمعات برحاشیہ مشکوٰۃ صـ۲۵۲ میں لکھتے ہیں:۔

التارک للجماعۃ بیان لہ۔

التارک للجماعت جملہ اولی کا بیان ہے۔

اور ملا علی قاری صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صـ۳ ج ۴ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

التارک للجماعۃ صفۃ مؤکدۃ للمارق ای الذی ترک جماعۃ المسلمین وخرج من جملتھم وانفرد عن امرھم بالردۃ التی ھی قطع الاسلام قولاً او فعلاً او اعتقاداً فیجب قتلہ ان لم یتب

التارک للجماعۃ مارق کی صفت مؤکدہ ہے۔ یعنی جو شخص بوجہ ارتداد کہ وہ اسلام کو ترک کرنا ہے خواہ وہ قول سے ہو یا فعل یا اعتقاد سے مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ دے اور ان کے گروہ سے نکل جاوے اور اُن لوگوں کے معاملات سے علیحدہ ہو جاوے اگر وہ تائب نہ ہو تو اس کا قتل کرنا واجب ہے۔

اور امام نووی شرح مسلم صـ۶۰ ج۲ حدیث مذکور کے ذیل میں فرماتے ہیں:۔

فھو عام فی کل مرتد عن الاسلام بای ردۃ کانت فیجب قتلہ ان لم یرجع الی الاسلام قال العلماء یتناول ایضا کل خارج عن الجماعۃ ببدعۃ او بغی او غیرھما وکذا الخوارج

یہ حکم ہر مرتد عن الاسلام کے بارے میں ہے یہ اسکی ردۃ خواہ کسی قبیل سے ہو۔ اگر وہ اسلام میں داخل نہ ہو تو اسکو قتل کرنا واجب ہے۔ اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص جماعت حقہ سے بوجہ بدعت اور بغاوت وغیرہ کے

حـ۱ خواہ وہ حامی جماعت کفار ہو یا نہ ہو ۱۲ حـ۲ بعض روایت میں بجائے المفارق للجماعت کے التارک للجماعۃ ہے۔ لیکن دونوں سے ایک ہی معنے مراد ہیں ۱۲

خارج ہوجاوے اسکو بھی یہ حکم شامل ہی اور اسی حکم میں خوارج بھی داخل ہیں۔

صاحبِ مظاہر حق لکھتے ہیں:۔ یہ صفت مؤکدہ ہی مارق کی۔ یعنی جو کہ چھوڑدے جماعت مسلمانوں کی۔ اور الگ ہوجاوے اُن سے بسبب مرتد ہونیکے کہ وہ چھوڑدینا اسلام کا ہے ازروئے قول کے یا فعل کے یا اعتقاد کے تو واجب ہے قتل کرنا اُس کا اگر توبہ نکرے۔

برادران! مذکورۂ بالا حوالجات سے دو امر بخوبی واضح ہوگئے۔ اولاً مفارقت جماعۃ سے مراد کسی جماعتِ حقہ کے اعتقادات و اقوال و افعال کی مخالفت ہے نہ حمایت قوم کفار۔ ثانیاً المفارق للجماعت یعنی جملہ ثانیہ (التارک لدینہ) جملہ اولیٰ کے لئے تاکید و بیان ہے اور دونوں کے ایک معنے ہیں نہ یہ کہ دونوں مستقل جزء ہیں و ہر ایک کے معنے دوسرے کے مخالف ہیں جیسا کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں۔ لہذا مولوی صاحب مرۃ بعد مرۃ غور فرما کر اپنی تاویلی و اجتہادی رائے کی رجعت کا اظہار کریں۔ ورنہ (من ادعی فعلیہ البیان)

بعدازاں مولوی صاحب اپنے اثبات دعویٰ میں آیۃ:۔

ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم ازدادو کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر وہ مرتے دم تک کفر ہی میں بڑھتے گئے خدا انکو نہیں بخشے گا۔

سے نہایت عجیب و غریب استدلال فرماتے ہیں جو قابل دید ہے:۔

"پس یہی عدم بخشش انکی سزا اخروی ہے قتل یا سنگسار وغیرہ کا ذکر منفی ہے لہذا سزا بھی منفی عـــہ (اخبار مذکور)"

ناظرینِ کرام کیا آپ حضرات مولوی صاحب کی اس انوکھی رائے سے متفق ہیں۔ نہیں نہیں، اسلئے کہ بیشک آیۃ مرقومہ میں قتل و سزا کا ذکر منفی ہے لیکن کیا اس سے مولوی صاحب کا مدعیٰ روشن و ثابت ہوگیا ورنہ میں تو یہی کہوں گا ؎

گر ہمیں ملا و ہمیں مکتب
کارِ طفلاں تمام خواہد شد

کیونکہ یہ مسئلہ اجلی بدیہیات سے ہے کہ عدم ذکر شئ عدم شئ کو مستلزم نہیں ہی۔ سو اگرچہ آیت مرقومہ

عـــہ یہ عجیب منطق و انوکھی دلیل ہی شاید آپ کے نزدیک عدم ذکر شئ عدم شئ میں استلزام ہے ۱۲

میں قتل و سزا کا ذکر منفی ہے لیکن اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ نفسِ سزا قتل بھی منفی ہو چونکہ عدم ذکر شئی و عدم شئی میں لزوم نہیں (مگر ممکن ہو کہ مولوی صاحب کے نزدیک اسکا لزوم مسلم و مختار ہو) اور اس لئے کہ آیت مذکورہ میں باری تعالیٰ نے اس بات کو ظاہر فرمادیا ہے کہ جیسا مرتدین دنیا میں عقوباتِ شدیدہ و مختلف سزاؤں میں مبتلا رہیں گے اسی طرح اُن کو آخرت میں بھی عذاب الیم کا مزا چکھنا ہوگا اور مغفرت نہیں ہوگی۔

الحاصل آیتِ مسطورہ میں ذکر سزا اُخروی ہے جو موجب نفی سزا دنیوی نہیں ہوسکتی کیونکہ دوسری جگہ فرماتے ہیں:۔

ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم الیٰ آخرھا قال فان یتوبوا یک خیرا لھم وان یتولوا یعذبھم اللہ عذابا الیما فی الدنیا والاٰخرۃ۔

بیشک ان لوگوں نے کلمہ کفر کہا ہے اور مسلمان ہو کر کافر ہوگئے ہیں۔ سو اگر وہ تائب ہو جائیں تو اُن کیلئے بہتر ہے اور اگر وہ نہ مانیں گے تو اللہ تعالیٰ سزا دیگا اُن لوگوں کو دردناک عذاب کی دنیا و آخرۃ میں۔

ناظرینِ کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ اس آیت میں بھی اسی امر کا ذکر ہے کہ جو شخص مرتد ہو جائے گا اُسکو دنیا و آخرت میں عذاب الیم و عقوبتِ عظیم کا مزا چکھنا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ دنیا میں عذاب الیم و عقوبتِ شدید سے مراد قتل وغیرہ ہے نہ اور کوئی شے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جیسا اس شخص پر دُنیا میں رحمت و مغفرت نہیں کیجائے گی بلکہ قتل و سنگسار کردیا جائے گا اسی طرح سے آخرۃ میں بھی خائب و خاسر رہیگا کہ بخشش و مغفرت نہیں ہوگی۔ اور طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رہیگا۔

قتلِ مرتد کے متعلق حضرت عثمان خلیفہ ثالث کا مذہب

عن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف ان عثمان رضی اشرف علیھم فسمعھم وھم یذکرون القتل فقال انھم یتواعدونی بالقتل فلم یقتلونی قد سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لا یحل دم امرء مسلم

حضرت عثمان رضی ایک مرتبہ اپنے دشمنوں کی جانب متوجہ ہوئے آپنے سنا کہ وہ لوگ قتل کا ذکر کررہے ہیں آپنے فرمایا کہ وہ لوگ مجکو قتل سے دھمکاتے اور ڈراتے ہیں تو کس وجہ سے وہ لوگ مجکو قتل کرینگے حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

الا فی احدی ثلث - (۱) رجل زنا وھو محصن فرجم - (۲) او رجل قتل نفسا بغیر نفس - (۳) او رجل ارتد بعد الاسلام فو اللہ ما زنیت فی جاھلیۃ ولا فی اسلام ولا قتلت نفسا مسلمۃ ولا ارتددت منذ اسلمت - (ابن ماجہ وغیرہ)

کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں مگر ان تین وجہوں میں سے ایک وجہ سے - (۱) شادی شدہ زانی کہ جسے رجم کیا جائے (۲) قاتل بیگناہ (۳) جو اسلام سے پھر جائے - سو قسم ہے رب العزت کی کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں اور نہ کسی بیگناہ مسلمان کو قتل کیا اور نہ اسلام کے بعد مرتد ہوا -

اس سے بھی یہ امر روشن ہو گیا کہ جو شخص مرتد عن الاسلام ہو جاوے اسکو قتل کرنا ضروری اور واجب ہے اسی وجہ سے حضرت عثمان رض جبکہ دشمنوں اور اعداد کے نرغہ میں گھرے ہوئے تھے اور مخالفین آپ کے قتل پر مستعد و تیار تھے اسوقت استدلالاً مخالفین کے سامنے اس امر کو پیش کیا کہ اے مخالفو تم لوگ میرے قتل کے کیوں خواہاں ہو - حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور آپ کا یہ فرمان ہے کہ کسی مسلمان کا خون بہانا روا و جائز نہیں ہے تاوقتیکہ اس میں ان تینوں میں سے کوئی موجود نہ ہو - سو باری تعالی کی قسم ہے نہ میں زانی ہوں اور نہ قاتل بیگناہ اور نہ مرتد عن الاسلام - پھر کس وجہ سے اے مخالفو میرے قتل کے درپے ہو گئے - دوستو! اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ حضرت عثمان کا بھی یہی مذہب و مسلک ہے کہ نفس ارتداد مبیح دم و موجب قتل ہے - خواہ حامی کفار ہو یا نہ ہو - بہر صورت اصل و در علۃ اباحۃ دم کی ارتداد ہے نہ غیر - بایں وجہ سزاء قتل کا ترتب اسپر ہو گا -

قتل مرتد کا ثبوت خلیفہ رابع حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

عن عکرمۃ ان علیا حرق قوما ارتدوا عن الاسلام فبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنت انا لقتلتھم بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ ولم

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک جماعت مرتدین عن الاسلام کو جلا دیا یہ خبر ابن عباس کو پہونچی انہوں نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان کو قتل کرتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو اپنا دین تبدیل کرے اس کو

لکن لاحرقهم لان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا تعذبوا بعذاب الله فبلغ ذلك علیا فقال صدق ابن عباس
(ترمذی وغیرہ)

قتل کرو۔ اور میں ان لوگوں کو جلاتا نہیں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کے عذاب یعنی آگ سے کسی کو سزا مت دو تو یہ خبر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنچی آپ نے فرمایا کہ ابن عباس رض سچ کہتے ہیں۔

حضرات یہ روایت بھی روز روشن کے مانند اس بات کو ثابت کر رہی ہے کہ اگر کوئی شخص اسلام سے مرتد ہو یا روگردانی کرے اور اس کی فتنہ پردازیاں اسقدر مستحکم و مضبوط ہو جائیں کہ جس سے امن پسندی واتفاق کی سنگین بنیادیں اکھڑ جائیں۔ اور صفحہ ہستی سے مٹ جائیں۔ سو ایسے شخص کے لئے امام و حاکم وقت کو اختیار و مجاز ہے کہ ہر ممکن طریقہ[1] سے اسکی سرکوبی کرے۔ اسی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس قوم مرتد کو کہ جسکا فتنہ شائع و ضرر رسان تھا بجائے قتل کے تغلیظاً و تشدیداً جلا دیا۔ بنابریں حضرت علی رضی اللہ عنہ مصیب تھے نہ مخطی۔ چنانچہ علامہ عینی شرح بخاری ص ۲۳۴ ج ۱۱ میں ایک قول نقل فرماتے ہیں :۔

قال الداودی احراق علی رض الزنادقة[2] لیس بخطأ

علامہ داودی فرماتے ہیں کہ حضرت علی رض کا زنادقہ کو جلانا خطا نہیں ہے۔

قتل مرتد کا فیصلہ اجماع امت سے

ائمہ کرام و سلف صالحین اسپر متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کرنا واجب و ضروری ہے۔ چنانچہ امام ترمذی نے لکھا ہے کہ تمام اہل علم کا یہی مسلک ہے کہ مرتد قتل کیا جاوے۔

و نیز علامہ عبد الوہاب شعرانی رح میزان کبریٰ ص ۱۷۱ ج ۲ میں فرماتے ہیں :۔

وقد اتفق الائمة علی ان من ارتد عن الاسلام وجب قتله و علی ان قتل الزندیق

اور تمام ائمہ اسپر متفق ہیں کہ جو شخص اسلام سے پھر جاوے یا زندیق ہو اسکا قتل واجب و ضروری ہے۔ اور

[1] خواہ قتل سے یا احراق یا کسی اور طریقہ سے ۱۲ [2] بعض روایات میں اگرچہ لفظ زنادقہ آیا ہے لیکن اس سے بھی مراد مرتدین ہیں جیسا کہ روایت مذکورہ بالا شاہد ہے۔ و نیز حافظ ابن حجر وغیرہ نے اس قسم کی روایات بکثرت نقل کی ہیں۔ کہ جن میں یہ تصریح ہے کہ زنادقہ مرتدین تھے ۱۲

واجب وهو الذی یسر الکفر ویتظاهر بالاسلام۔

زندیق وہی ہے جو کفر کو پوشیدہ رکھتے ہوئے اسلام سے مظاہرہ کرے۔

قتل مرتد کا ثبوت کتب فقہ حنفیہ سے

ناظرین! اگرچہ قرآن وحدیث وتعامل صحابہ واجماع امت سے قتل مرتد پر اسقدر روشنی پڑ گئی کہ دیگر ادلہ کی ضرورت باقی نہیں رہی مگر الزاماً للخصم واظہاراً للحق چند اقوال فقہاء حنفیہ بطور شہادت نقل کئے جاتے ہیں:-

(۱) امام ابو الحسین بن احمد رح قدوری ص۲۷۳ میں فرماتے ہیں۔

واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ عرض علیہ الاسلام (الی آخر ما قال) فان اسلم والا قتل۔

اور جب کوئی مسلمان اسلام سے پھرے (اللہ پناہ میں رکھے) تو اسکے سامنے اسلام پیش کیا جاوے اگر مسلمان ہوگیا تو خیر ورنہ قتل کردیا جائے۔

(۲) صاحب ہدایہ جامع صغیر کی عبارت نقل کرتے ہیں:-

المرتد یعرض علیہ الاسلام حرا کان او عبدا فان ابی قتل۔

مرتد خواہ آزاد ہو یا غلام اس کے سامنے اسلام پیش کیا جاوے اور اگر انکار کرتا ہے تو قتل کیا جائے۔

(۳) ملا علی قاری شرح فقہ اکبر ص۲۰۰ میں دربارۂ قتل مرتد تحریر فرماتے ہیں:-

فان تاب فبہا والا قتل

اگر مرتد تائب ہوگیا تو بہتر ورنہ قتل کیا جائے گا۔

ونیز امام شافعی صاحب رح کا مذہب صفحہ مذکور میں نقل فرماتے ہیں:-

وفی اصح قول الشافعی رح ان تاب فی الحال والا قتل وهو اختیار ابن المنذر۔

امام شافعی صاحب رح کا صحیح قول دربارۂ مرتد یہ ہے کہ وہ اگر اسی وقت تائب ہوگیا تو فبہا ورنہ قتل کیا جائے اور یہی مختار ابن المنذر ہے۔

(۴) صاحب بدائع لکھتے ہیں:-

اما الذی یرجع الی نفسه فانواع منها اباحة دمه اذا کان رجلا حرا کان

جن احکام کا تعلق ذات مرتد سے ہے ان کی چند قسمیں ہیں منجملہ ان کے اس کے خون کا مباح

اوعبداً لسقوط عصمته بالردة قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اجمعت الصحابة علے قتلهم (بدائع الصنائع ص۱۳۴)

ہوتا ہے چاہے آزاد ہو یا غلام - کیونکہ ارتداد کی وجہ سے اسکی حفاظت ساقط ہوگئی - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص دین کو تبدیل کر دے اسکو قتل کر دو علی ہذا القیاس جبکہ عرب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے تھے تو ان کے قتل پر صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا -

(۵) علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ صاحب السیر کا قول شرح سیر ص۱۶۳ ج ۴ میں نقل فرماتے ہیں :-

المرتد یقتل ان لم یسلم حرا کان اوعبدا لقوله صلے اللہ علیہ وسلم من بدل دینه فاقتلوه -

مرتد خواہ آزاد ہو یا غلام اگر اسلام میں داخل نہیں ہوا تو قتل کیا جائے چونکہ حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اسکو قتل کر دو -

(۶) صاحب کنز فرماتے ہیں :-

فان اسلم والا قتل (کنز الدقائق قاسمی ص۱۹۴)

اگر مرتد اسلام قبول کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جائیگا -

(۷) در مختار بر حاشیہ شامی ص۳۸۶ ج ۳ میں ہے :-

فان اسلم فبها والا قتل لحدیث من بدل دینه فاقتلوه -

اگر مرتد مسلمان ہو جائے تو بہت خوب ورنہ قتل کیا جائے بوجہ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ جو شخص اپنا دین بدل دے اسکو قتل کرو -

(۸) فتاوی عالمگیریہ ص۲۸۳ ج ۲ میں لکھتے ہیں :-

فان اسلم والا قتل -

اگر مرتد مسلمان ہو جائے تو خیر ورنہ قتل کر دیا جائے -

(۹) الاشباہ والنظائر ص۲۶۱ میں تحریر کرتے ہیں :-

کل مسلم ارتد فانه یقتل ان لم یتب -

جو مسلمان کہ اسلام سے مرتد ہو گیا اگر تائب نہیں ہوا تو قتل کیا جائے -

(۱۰) شرح وقایہ ص۳۳۹ ج ۲ میں لکھتے ہیں :-

فان تاب فیہا والا قتل۔	اگر مرتد تائب ہوگیا تو خیر ورنہ قتل کیا جائیگا۔

تلک عشرۃ کاملہ

ناظرین کرام! مندرجہ بالا دلائل واقوال فقہاء وعلماء کے پیش کرنے کے بعد بھی کیا کسی کو اس امر میں شک ہوسکتا ہے کہ قتل مرتد قرآن وحدیث وکتب فقہ حنفیہ وغیرہ سے ثابت نہیں ہے؟ اور مرزا قادیانی بوجہ ادعائے نبوت واہانت انبیائے علیہم السلام ازروئے تعریف ارتداد فقہاء کافر ومرتد ہوکر مستحق قتل نہیں تھا۔ ہرگز نہیں ہرگز نہیں یہی مقتضائے انصاف ہے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اور چونکہ مرزائی امت مرزاجی کو نبی صادق وبرحق تسلیم کرتی ہے اور ان کے اعتقادات باطلہ وخیالات فاسدہ سے متفق ہے اسوجہ سے یہ امت بھی ایسی سزا ولقب کی مستحق ہے اسلئے حکومت افغانیہ نے جو نعمت اللہ قادیانی کو سنگسار کیا وہ ضرور قابل تحسین ومبارکباد وعین حکم شرعی ہوا۔ لہذا جو لوگ مخالفا اس امر کے قائل ہیں کہ قتل مرتد یا مطلق سزا قرآن وحدیث وکتب فقہ حنفیہ وغیرہ میں نہیں ہے اور نیز مرزاجی اور ان کی امت ازروئے شرع کافر ومرتد نہیں ہیں وہ حضرات ذرا اپنے گریبانوں میں سرنگوں ہوکر تامل وتدبر فرمائیں اور اپنی رائے فاسدہ سے رجوع فرماکر اس امر کا اظہار فرمائیں کہ واقعی مرزا اور اسکی امت کافر ومرتد وقابل قتل ہے ورنہ ناواقفی وتنگ نظری کی دلیل ہے۔

دوستو! مخالف کی جانب سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اب تک نصوص قطعیہ واقوال علماء سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اگر کوئی شخص مرتد ہوجاوے تو اسکو قتل کرنا ضروری وواجب ہے نہ سنگسار وپتھراؤ کرنا۔ اور چونکہ سلطنت افغانیہ نے نعمت اللہ قادیانی کو بجائے قتل کے سنگسار وپتھراؤ کیا ہے اسوجہ سے یہ فعل حکومت قابل ملامت وخلاف شرع ہے۔

لیکن دوستو! یہ امر واضح رہے کہ لفظ قتل ایک مفہوم کلی ہے جسمیں معنی اہلاک ماخوذ ہے بایں وجہ اس کا انحصار تلوار سے قتل کرنے میں نہیں ہوگا بلکہ ہر طرح کے قتل کو خواہ پتھر سے ہو یا لوہے

لہ ملاحظہ ہو کتاب عقائد مرزا وعشرہ کاملہ وغیرہ ۱۲

سے یا لکڑی سے یا اور کسی چیز سے یہ سب اسی کلی کے افراد ہیں اور ہر ایک پر قتل کا اطلاق آویگا
چنانچہ آیاتِ قرآنیہ و احادیثِ صریحہ میں متعدد جگہ لفظ قتل کا ماسوا قتل بالسیف کے دوسرے
پر بھی مستعمل و بولا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

نظیر اول

واذا الموؤدة سئلت بای ذنب قتلت (سورة تکویر پ ۳۰)	اور جب زندہ درگور کردہ سے سوال کیا جائے گا کہ تو کس گناہ میں قتل کی گئی۔

نظیر ثانی

قال یاموسی اترید ان تقتلنی کما قتلت نفسا بالامس الآیة (سورہ قصص پ ۲۰)	اس شخص نے کہا کہ ای موسی تو یہی چاہتا ہی کہ مجکو قتل کرے جیساکہ ایک شخص کو کل قتل کر چکا ہے۔

نظیر ثالث

فانطلقا حتی اذا لقیا غلاما فقتله قال اقتلت نفسا زکیة الآیة (سورہ کہف پ ۱۵)	پھر دونوں چلے یہانتک جبکہ ایک لڑکے سے ملے تو اُسکو حضرت خضر علیہ السلام نے قتل کر دیا موسی

علیہ السلام نے فرمایا کیا آپنے ایک بیگناہ و پاک جان کو قتل کیا۔

ناظرین! یہ حضرت موسی و خضر علیہما السلام کا قصہ ہے جسکو باری تعالی نے نہایت تفصیل و عمدگی سے بیان فرمایا ہے کہ جب یہ دونوں حضرات چلے جارہے تھے کہ ایک لڑکے کو کھیلتے ہوئے دیکھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کی گردن توڑ کر قتل اور ہلاک کر دیا تو حضرت موسی علیہ السلام نے فوراً فرمایا کہ آپ نے کیوں ایک بیگناہ کو قتل کیا۔
جیساکہ بخاری شریف میں ہی:

فانطلقا فاذا غلام یلعب مع الغلمان فاخذ الخضر براسه من اعلاه فاقتلع	یعنی یہ دونوں حضرات چلے جارہے تھے کہ ایک لڑکا جو لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا حضرت خضر علیہ السلام

راسہ بیدہ فقال موسی اقتلت نفسًا زکیۃ بغیر نفس الحدیث (بخاری ج۱ ص۲۳)

نے اسکی گردن کو پکڑ کر جدا کر دیا تو پھر موسیٰؑ نے فرمایا کہ آپنے ایک بیگناہ کو قتل کیا۔

دیکھئے حضرت خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کی گردن توڑ کر ہلاک کر دیا تھا اسپر باری تعالیٰ نے لفظ قتل کا فرمایا کہ جس سے معلوم ہوگیا کہ لفظ قتل عام ہے۔

نظیر رابع

عن انس بن مالک ان یھودیا قتل جاریۃ علی اوضاح لھا فقتلھا بالحجر قال فجیئ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبھا رمق فقال لھا اقتلک فلان الحدیث

یعنی ایک یہودی نے کسی لونڈی کو اسکی زیورات کی وجہ سے پتھر سے قتل کر دیا تھا اسمیں کچھ جان باقی تھی کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کی گئی تو آپنے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تجکو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔ الخ

محترم ناظرین! نظائر مذکورہ سے یہ بات معلوم وروشن ہوگئی کہ مفہوم قتل میں معنی اہلاک پائے جاتے ہیں جو ماسوا قتل بالسیف کے ہر طرح کے قتل کو خواہ پتھر سے ہو یا لوہے سے یا لکڑی یا اور کسی دوسری چیز سے سب کو شامل ہے چنانچہ باری عزاسمہ نظیر اول میں زندہ در گور کردہ اور نظیر ثانی میں گھونسے سے مارے ہوئے پر لفظ قتل کا فرمایا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قبطی کو گھونسے ہی سے مارا تھا جیسا کہ ارشاد ہے۔

فوکزہ موسی فقضی علیہ۔

پھر اسکو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھونسا مارا اور اسکا کام تمام کر دیا۔

وعلی ہذا القیاس نظیر ثالث میں حضرت خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کی گردن توڑ کر ہلاک کر دیا تھا۔ اسپر باری تعالیٰ نے قتل کا اطلاق کیا۔ ونیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نظیر رابع میں مقتول بالحجر پر (یعنی پتھر سے قتل کی ہوئی پر)

اقتلک فلان۔

یعنی کیا تجکو فلاں شخص نے قتل کیا ہے۔

ارشاد فرمایا۔ کہ جس سے تمام شبہات ومراحل طے ہوگئے۔ کہ قرآن وحدیث واقوال فقہاء

وعلماء میں جس جگہ لفظ قتل استعمال کیا گیا ہے اس سے معنی عام مراد ہیں کہ جو ہر طرح کے قتل کو خواہ
پتھر سے ہو یا لوہے یا لکڑی یا اور کسی دوسری چیز سے سب کو شامل ہے اور اسی قتل کلی کے
یہ تمام افراد ہیں۔ کہ ہر ایک پر قتل کا صدق ضرور بالضرور ہوگا۔ سو اگر ان میں سے کسی کو امام
یا حاکم وقت عند الحاجۃ استعمال و اختیار کرے گا تو مصیب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی مردہ سنت کو زندہ فرما کر حضور علیہ الصلوٰۃ کی روح پر فتوح کو فرحت و مسرت پہونچائیگا
لہٰذا ذات بابرکات حضرت امیر غازی **والی افغانستان** ایداللہ بنصرہ نے جو
نعمت اللہ قادیانی کو بجرم احمدیت قتل بالحجر یعنی **سنگسار و پتھراؤ** کرایا تو
واقعی اپنے فرض منصبی کو ادا فرما کر قرن صحابہ کی یاد تازہ کردی اور اقامۃ حدود الٰہیہ میں
مخالفین کی وحشیانہ حرکات و سکنات کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔ اگرچہ مرزائی اُمت امیر صاحب
کے مقابلے و ضرر رسانی میں ہر ممکن طریقہ کو عمل میں لائی کہ کہیں امریکہ اور یورپ کو آپ کے
خلاف آمادہ و تیار کیا۔ اور کہیں دوسری سلطنتوں میں دست بستہ فریاد رس ہوئی اور مسٹر
محمد علی صاحب امیر جماعتِ احمدیہ نے بھی رائے عامہ سے اپیل کرکے سخت شور و غوغا برپا کیا۔
الحاصل تاجدار **افغانستان** کے اقامۃ حدود شرعیہ کی وجہ سے مرزائی
اُمت نے ان کی گزند و ضرر رسانی میں ایڑی و چوٹی کی قوت صرف کردی اور آپ کے
برخلاف تمام سلاطین میں آوازہ بلند کیا۔ لیکن مرزائی امت کو یہ واضح رہے کہ چونکہ والی
افغانستان نے قانونِ خداوندی کی تنفیذ فرمائی ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی مردہ سنت کو زندہ کیا ہے۔ اسوجہ سے خدائے برتر آپ کا حافظ و ناصر ہے۔ لہٰذا
کوئی طاقت و قوت آپ کے مقابلہ میں غالب نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ ساری خدائی یکطرف
و فضلِ الٰہی یک طرف۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ذاتِ اقدس امیر غازی اس قانونِ الٰہی
کو ہمیشہ جاری رکھینگے اور مخالفین و مرتدینِ اسلام کی ہمیشہ اسی طرح سرکوبی فرماتے رہینگے
اور خدائے قدوس اس کے عوض میں امیر صاحب ایداللہ بنصرہ کے جان و مال میں ترقی
عطا فرمائیں و چشمِ دشمنانِ ناہنجار سے محفوظ رکھیں۔ اور قوتِ الٰہیہ آپ کو اعدائے اسلام
کے مقابلہ میں ہمیشہ مظفر و منصور فرمائے۔ اور دن دونی و رات چوگنی آپ کی عزت

وسلطنت میں زیادتی بخشے آمین ثم آمین ۔ ؎

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

اب میں آپ حضرات سے جدا ہوتا ہوں اور اس بات کو جانتا ہوں کہ قادیانی امت اس کے عوض میں مجھکو گالیاں دیگی کیونکہ ؎

اُن کو آتا ہے پیار پر غصہ
ہم کو غصہ پہ پیار آتا ہے

؎

تم جبر کئے جاؤ ہم صبر کئے جائیں ۔ اللہ تو منصف ہے اللہ ہی جزا دیگا

لیکن جناب باری میں میری یہی التجا ہے کہ خداوندا تمام مسلمانوں کو فتنہائے قادیان سے محفوظ فرما۔ اور قادیانی اُمت کو توفیق ہدایت بخش۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ۔ فقط۔

کتبہ

العبد المفتقر الی رحمۃ ربہ المنان نور محمد خاں سلطانپوری غفرلہ
ولوالدیہ ولاستاذیہ اجمعین
خادم انجمن ہدایت الرشید مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ماہ جمادی الاولی ۱۳۴۳ھ

تقریظ

از

مجمع الکمالات والبرکات حضرت الفقیہ التفقہ الاستاذ العلام المولانا الحافظ الحاج المولوی عبد اللطیف
شیخ الحدیث و صدر المدرسین بمظاہر علوم سہارنپور ادام اللہ فیوضہ

نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ امّا بعد میں نے اس رسالہ "دفع الالحاد عن حکم الارتداد" کو اول سے آخر تک بغور سنا عزیزم مولوی نور محمد خاں سلمہ سلطانپوری نے نہایت خوبی کے ساتھ مسئلہ قتل مرتد کو نقول ونصوص سے ثابت کیا ہے اور نیز مسئلہ کفر مرزا قادیانی کو ان کی تحریرات سے بے نقاب کیا ہے۔ حق تعالیٰ اس رسالہ کو مخالفین کے لئے مشعلِ راہ ہدایت بنائیں اور عزیزم سلمہٗ کی عمر و علم میں ترقی عطا فرمائیں۔ فقط

عبد اللطیف عفا اللہ عنہ

صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

۳ ؍ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۳

شائقینِ علمِ حدیث کو مژدہ

علمِ حدیث کے دلدادہ اس سے ناواقف نہیں کہ حضرتِ اقدس مولانا خلیل احمد صاحب مدظلہ العالی ناظم مدرسہ عالیہ عربیہ مظاہر علوم سہارنپور نے اپنے اُن قیمتی اوقات کو جو ایک شیخ وقت کے ہوتے ہیں شرح ابوداؤد میں مشغول فرمایا ہے آج طلبائے حدیث میں اسکی اسقدر کافی شہرت ہو چکی ہے کہ مزید توضیح کی ضرورت نہیں۔ مشتاقانِ حدیث ایک عرصہ سے اُسکے انتظار میں سراپا چشم بنے ہوئے ہیں۔

الحمدللہ کہ اُس کی (جلد اول) طیار ہوکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہورہی ہے۔ اس شرح کا نام "بذل المجہود" رکھا گیا ہے۔ بذل المجہود جلد اول میں علاوہ حل حدیث بیانِ مذاہب تحقیق لغات تنقیح الفاظِ اصطلاحیہ حکمیہ کے ایک خاص بات یہ ہے کہ ہر ہر راوی سے خاص طور پر بحث کیگئی اور جو راوی مکرر آتا ہے اُسپر اس صفحہ کا ہندسہ ڈالدیا گیا۔ جسمیں اُسکا مفصل بیان گذرا ہے۔

الغرض یہ شرح اپنی انوکھی خصوصیات کی بنا پر خود ہی اپنی نظیر ہے، ابوداؤد کی کوئی ایسی جامع شرح آجتک کسی نے نہیں لکھی۔ اس سے چونکہ کوئی نفع کمانا مقصود نہیں اسلئے اسکی ضخامت کے اعتبار سے اسکی قیمت نہایت ہی کم رکھی گئی یعنی ۱۵ انچ لانبی ۱۰ انچ چوڑی تقطیع پر تقریباً چارسو صفحہ کی ضخامت کے باوجود، جو ابواب صفۃ الصلوۃ تک ہوگئی بشرح ذیل قیمت تجویز ہوئی ہے۔ عمدہ سفید کاغذ سے [illegible] بادامی کاغذ سے [illegible]۔ سپریر سفید کاغذ سے [illegible]

چونکہ حضرت مؤلف دام مجدہم نے یہ شرح مدرسہ کو مرحمت فرمادی ہے۔ اسلئے اسکی خریداری میں صرف یہی نہیں کہ قیمتی جواہر چند کوڑیوں میں حاصل ہوں گے۔ بلکہ مدرسہ کی اعانت کا بڑا اجر حاصل ہوگا۔ اہلِ ثروت حضرات اگر خرید کر اپنے مخلص دوستوں کو جو خود نہیں خرید سکتے بطور ہدیہ کے مرحمت فرمائیں گے تو وہ بھی دونوں اجروں سے مالامال ہوں گے۔ اس کے زیادہ نسخے طبع نہیں ہوئے۔ اسلئے نہایت عجلت کی ضرورت ہے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جلد ثانی بھی زیر طبع ہے۔ جو عنقریب شائع ہونے والی ہے۔

نوٹ:۔ تاجران کتب اور زیادہ مقدار کے خریدار بذریعہ خط وکتابت معاملہ طے فرمائیں۔

المشتہر (مولوی) عنایت الٰہی مہتمم مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور (یوپی)